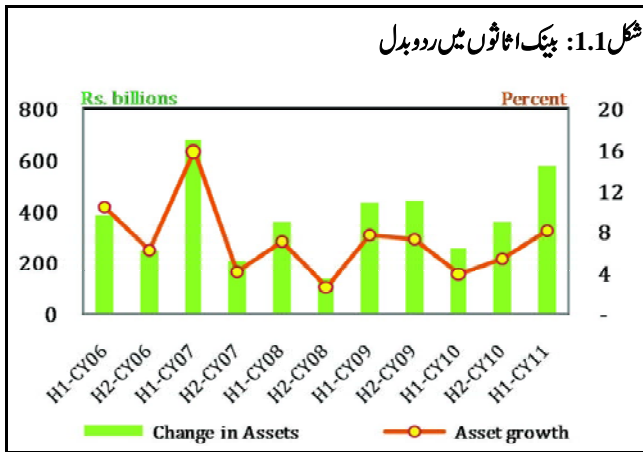
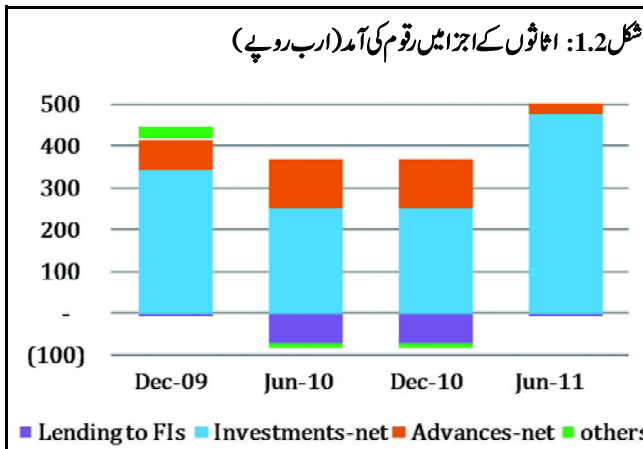


جنوری تا جون 2011ء کے دوران بینکوں کے اثاثوں میں نمو 2007ء کے بعد مستحکم ترین نمو ہے جبکہ اس دوران سرمایہ کاری میں زبردست اضافہ ہوا جس میں بیشتر سرکاری وثیقہ جات ہیں۔ امانتوں میں 515 ارب روپے اضافہ ہوا جو گذشتہ چار برسوں کا نمایاں ترین ششماہی اضافہ ہے اور کارکنوں کی ترسیلات میں غیر معمولی اضافہ اس کا سبب ہے۔ بینک، بالخصوص کمرشل بینک مالیاتی خسارے کی مالکاری کا بدستور بنیادی منبع ہیں کیونکہ حکومت نے اسٹیٹ بینک سے قرض گیری ترک کر دی ہے۔ اسی طرح بینک اثاثوں میں خالص سرمایہ کاری کا تناسب مزید بڑھ کر 34 فیصد ہو گیا جبکہ خالص قرضوں کا تناسب کم ہو کر 43.9 فیصد رہ گیا۔ نجی شعبے کا قرضہ بدستور کمزوری کا شکار ہے (اگر صرف ملکی بینک سرگرمیوں کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ منفی ہے)، اگرچہ کہ ششماہی اعداد و شمار سہ ماہیوں کے مابین قرض گیریوں کو چھپاتے ہیں۔ ان رجحانات سے امانتوں میں قرضوں کا تناسب مزید گر کر 56.7 فیصد رہ گیا جس سے مالی وساطتی اداروں کے طور پر بینکوں کا کردار کم ہو گیا۔

**بینک اثاثوں میں نمو 2007ء کے بعد سے مستحکم ترین نمو ہوئی ...**



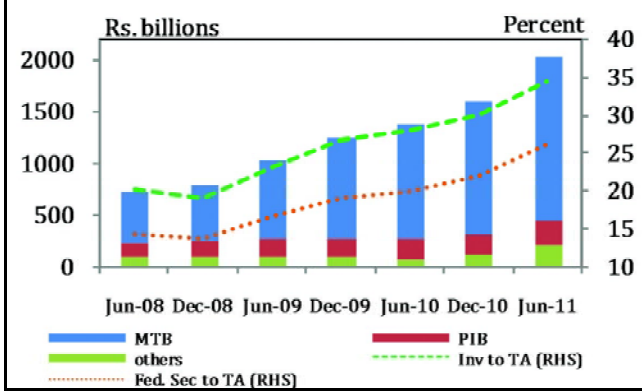
زیرچائزہ عرصے کے دوران بینک اثاثے 577 ارب روپے بڑھ گئے جس سے 8 فیصد متاثر کن نمو ظاہر ہوتی ہے۔ یہ اثاثوں میں 2007ء کے بعد سے، مطلق معنوں میں اور بلحاظ نمودوں طرح سے نمایاں ترین ششماہی اضافہ ہے (شکل 1.1)۔ اثاثوں کی نمو کا بنیادی سبب سرمایہ کاری میں زبردست نمو تھی جبکہ قرضوں کی نمو دوسرے نمبر پر رہی (شکل 1.2)۔ حالیہ برسوں کے دوران سرمایہ کاریوں میں اضافہ بلاشبہ مستحکم رہا ہے تاہم قرضوں میں اضافہ بھی اتنا کمزور نہیں رہا ہے جتنا شکل 1.2 سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ دراصل ششماہی اعداد و شمار ہیں جبکہ قرضوں کی موسمی نوعیت ان میں پوری طرح ظاہر نہیں ہو پاتی۔ قرضوں کی تقسیم کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ ششماہی کے دوران لیے گئے بعض قرضے لوٹا بھی دیے گئے جس سے اختتام جون کے اعداد و شمار زیادہ مایوس کن معلوم ہونے لگے جبکہ حقیقت اس سے مختلف تھی۔



**بینک بدستور مالیاتی خسارہ پورا کرتے رہے ...**

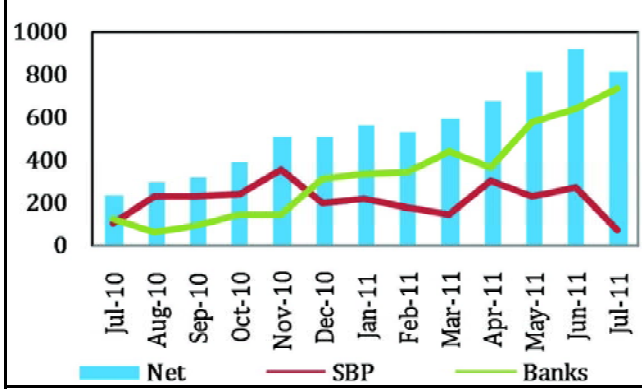
ان حالات میں جب ٹیکس وصولی کی صورتحال بدتر (ٹیکس بہ نسبت جی ڈی پی 9.4 فیصد) اور خسارے کی مالکاری میں بیرونی رقوم کا حصہ بتدریج گھٹ رہا ہے (م س 01ء تا م س 07ء کے دوران 50 فیصد کے مقابلے میں م س 11ء کے دوران 9 فیصد)، بینکوں پر حکومت کا انحصار مستحکم رہا ہے۔ یہ بات ہرگز حیرت انگیز نہیں ہے کہ بینکوں کا سرمایہ کاری جزدان 2011ء کی پہلی ششماہی کے دوران 22.3 فیصد بڑھا (478 ارب روپے) جس میں بھاری حصہ (90.6 فیصد) ٹی بلز اور پی آئی بیز سمیت سرکاری تمسکات میں گیا۔

شکل 1.3: سرکاری وثیقوں میں بینکوں کی سرمایہ کاری



قرض گیری کے لیے حکومت کی مضبوط ضروریات نے گذشتہ چند سال کے دوران سرکاری وثیقوں سے بینکوں کا اکتشاف نمایاں طور پر بڑھا دیا ہے۔ درحقیقت سرمایہ کاری کی جو رقم (خالص تمویل) دسمبر 08ء میں 10.8 کھرب روپے تھی وہ جون 11ء میں دگنی سے زیادہ بڑھ کر 26.2 کھرب روپے ہو گئی۔ مجموعی بینک اثاثوں میں خالص سرمایہ کاری کا تناسب بھی اس عرصے کے دوران 19 فیصد سے بڑھ کر 34 فیصد ہو گیا ہے (شکل 1.3)۔ چنانچہ اسی عرصے کے دوران خالص قرضوں کا حصہ بھی ساتھ ساتھ کم ہو کر 56.6 فیصد سے 43.9 فیصد پر آ گیا ہے۔ زیر جائزہ ششماہی کے دوران، سود پر مبنی روایتی سرکاری تمسکات کے علاوہ اسلامی بینکاری اداروں کی سرمایہ کاری میں بھی 46.6 فیصد نمو ہوئی جس کا سبب حکومت پاکستان کے اجارہ سلوک کی دو قسطوں میں ان کی 69.7 ارب روپے کی خالص سرمایہ کاری ہے۔

شکل 1.4: بینکوں سے قرض گیری (ارب روپے)

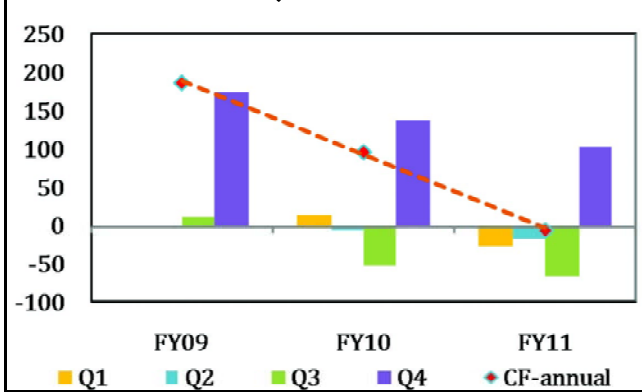


اگرچہ سرکاری قرض گیری گرانی کا پہلے جیسا منبع نہیں رہا ...

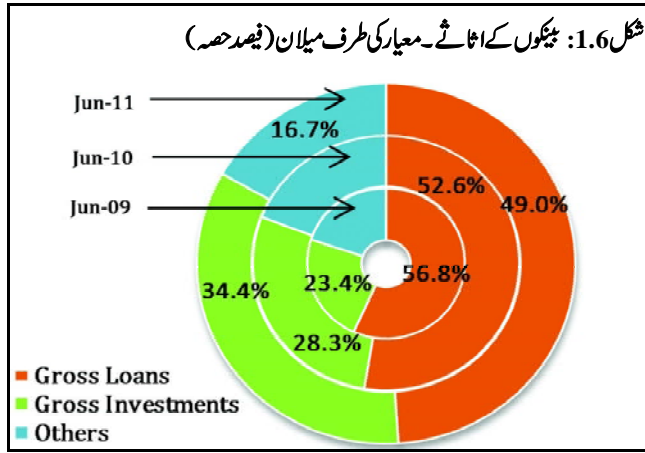
مئی 11ء کے ابتدائی چند ماہ میں خسارے کی بیشتر مالکاری بنیادی طور پر اسٹیٹ بینک کر رہا تھا تاہم نومبر 2011ء سے حکومت قرض گیری کے لیے کمرشل بینکوں سے رجوع کرنے لگی۔ 2011ء کی پہلی ششماہی کے دوران حکومت کی میزانیہ ضروریات پوری کرنے میں کمرشل بینک بازی لے گئے (شکل 1.4)۔ اس منتقلی سے اسٹیٹ بینک سے میزانیہ قرض گیری مئی 11ء کے دوران کم ہوتے ہوتے منفی ہو گئی یعنی جب حکومت نے تقریباً 8 ارب روپے اسے واپس کیے۔ یہ مثبت پیش رفت تھی کیونکہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بلند گرانی کو جنم دینے والی اسٹیٹ بینک سے قرض گیری کے مجموعی اقتصادی انتظام کے لیے سنگین مضمرات تھے۔

... اور اجناس کی گران مالکاری خالص ادائیگی کی علامت تھی

شکل 1.5: اجناس کی مالکاری۔ سہ ماہی آمد (ارب روپے)

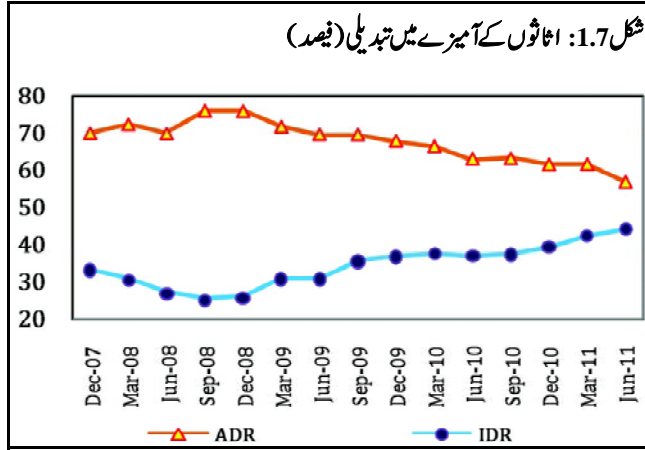


اجناس کی مالکاری کے 5.2 ارب روپے کی خالص ادائیگی مئی 11ء کی ایک اور مثبت پیش رفت تھی، اس کے مقابلے میں مئی 10ء کے دوران 96 ارب روپے کی خالص تقسیم ہوئی تھی۔ اس کی بنیادی سبب گندم کی ہدف سے کم خریداری تھی، واضح رہے کہ اجناس کی مجموعی مالکاری کا عموماً تین چوتھائی حصہ گندم کو ملتا ہے۔ اجناس کی مالکاری کی مہنگی نوعیت (کا بنور جمع نفع، جو گذشتہ برس 2.75 فیصدی درجے تھا) کے پیش نظر خالص ادائیگی سے سرکاری قرض گیری کا مہنگا حصہ کم کرنے میں بہت مدد ملی (شکل 1.5)۔ اسی طرح سرکاری شعبے کے اداروں کی قرض گاری میں بھی زیر جائزہ عرصے کے دوران خالص واپسی دیکھی گئی۔



بینکوں نے معیار کی طرف پیش رفت جاری رکھی

بحیثیت مجموعی معاشی ماحول کی ابتری یعنی بجلی کی شدید قلت، عام بد امنی، گرانی کا دباؤ اور عالمی اقتصادی سست روی کی بنا پر صنعت بینکاری کا خطرہ قرض 2008ء سے نمایاں طور پر بڑھا ہے۔ نادہنگی اور قرض ڈوب جانے کے واقعات میں نمایاں اضافے سے بینکوں کا خطرہ مول لینے کا عزم ماند پڑ گیا ہے جس سے نجی شعبے کو قرضے کی فراہمی بھی گر گئی ہے تاہم عمدہ کارکردگی والے قرض گیر، یا موسمی نوعیت کے قرضے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اسی دوران بڑھتی ہوئی سرکاری قرض گیری اور مالیاتی خسارے نے بینکوں کو خطرے سے پاک، پرکشش تمسکات پر مسلسل راغب رکھا جس سے ان کا خطرے سے گریز کاروبار مزید مستحکم ہو گیا۔



اس کے نتیجے میں بینکوں کے قرضہ جزو دانوں میں معیاری طرف نمایاں رجحان پایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر زیر جائزہ عرصے میں سرمایہ کاری، جو پیشتر سرکاری تمسکات میں کی گئی، کی نمونہ 22.3 فیصد رہی، اس کے مقابلے میں اسی عرصے کے دوران نجی شعبے کی قرض گاری میں 1.7 فیصد نمو پائی گئی۔ اسی طرح مجموعی اثاثوں میں سرمایہ کاری کا تناسب 2008ء سے مسلسل بڑھا ہے جبکہ قرضوں کا تناسب ساتھ ساتھ گرا ہے (شکل 1.6)۔ نیز، نجی شعبے کے قرضے میں بھی بینکوں نے ایس ایم ای اور صارفنی مالکاری جیسے نسبتاً پرخطر شعبوں کا تناسب مسلسل کم کیا ہے۔

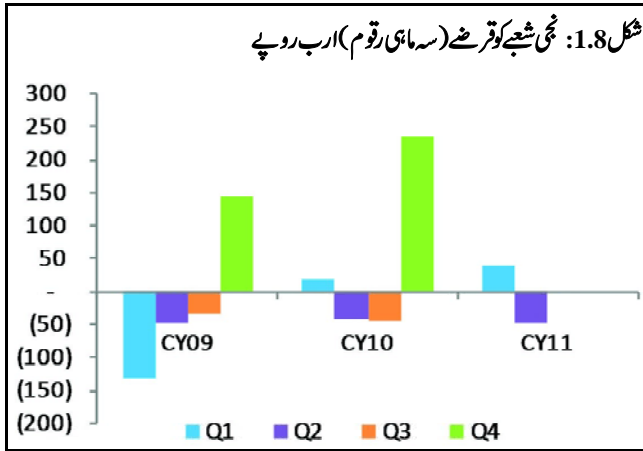
... ساتھ ساتھ امانتوں میں قرضوں کا تناسب مسلسل گرا رہا ہے

سرمایہ کاری میں نمو، نے قرضوں میں نمو کو خاصا پیچھے چھوڑ دیا چنانچہ یہ امر ہرگز حیرت انگیز نہیں کہ بینکوں کا، امانتوں میں قرضوں کا تناسب گزشتہ چند برس سے مسلسل گرا رہا ہے جس سے ان کا خطرے سے گریز ظاہر ہوتا ہے۔ امانتوں میں سرمایہ کاری کا تناسب (آئی ڈی آر) بھی مذکورہ تناسب کا عکس ہوتا ہے چنانچہ بینکوں کے اثاثے قرضوں سے سرمایہ کاری کی طرف منتقل ہونے کا پتہ چلتا ہے (شکل 1.7)۔

2011ء کی پہلی ششماہی کے دوران امانتوں میں قرضوں کا تناسب 61.4 فیصد سے گرا کر 56.7 فیصد رہ گیا جبکہ خسارے کی مالکاری کے لیے کمرشل بینکوں پر حکومت کا انحصار بڑھ رہا ہے۔ امانتوں میں قرضوں کا گرتا ہوا تناسب (اور امانتوں میں سرمایہ کاری کا بڑھتا ہوا تناسب) اگرچہ بینکوں کی سیالیت کے ساتھ ساتھ نفع یابی (کیونکہ حکومت پرکشش نرخوں پر قرض لے رہی ہے) کے لیے اچھا اشارہ ہے، اگر ڈسکاؤنٹ ریٹ میں کوئی بڑی کٹوتی ہوئی تو بینکوں کے منافع پر برا اثر پڑے گا، علاوہ ازیں مالی وساطتی اداروں کی حیثیت سے انہیں اپنے کردار پر بھی مفاہمت کرنی پڑے گی۔

نجی قرضے کا استعمال بدستور کمزور ہے، بالخصوص ششماہی اعداد و شمار کی بنیاد پر

زیر جائزہ عرصے کے دوران مجموعی قرضوں میں اگرچہ 35 ارب روپے اضافہ ہوا تاہم نجی شعبے کی قرض گاری میں 8.9 ارب روپے خالص کمی آئی، یہ اظہار مایوس کن صورتحال ہے تاہم سال کی پہلی ششماہی میں عموماً یہی ہوتا ہے۔ نجی شعبے کے قرضے میں گزشتہ سال کی پہلی ششماہی کے دوران بہت زیادہ یعنی 23.8 ارب روپے کی کمی آئی تھی۔ نجی شعبہ خاص مہینوں میں قرض گیری کرتا ہے، چنانچہ ہر سال پہلی ششماہی میں قرضوں میں نمو معمولی رہتی ہے اور 2011ء میں بھی ایسا ہی ہوا (شکل 1.10)۔



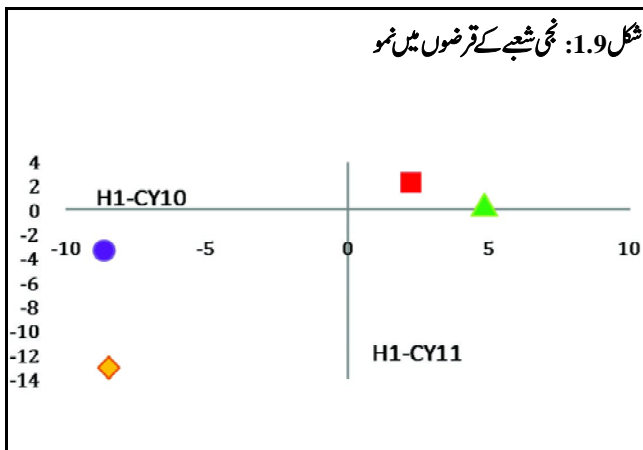
زیادہ اہم بات یہ ہے کہ نجی شعبے کو قرضے اس لیے بھی کم رہے کہ بعض صنعتوں نے اپنے ذمے قرضے ادا کر دیے خاص طور پر وہ قرضے جو رواں ماہ کاری کی غرض سے لیے گئے، ایک سہ ماہی میں لیے گئے، اگلی سہ ماہی میں واپس کر دیے گئے۔ چنانچہ اس طرح سہ ماہیوں کے درمیان لیے گئے، سرمائے کی جاری ضروریات کے لیے قرضے ششماہی اعداد و شمار میں ظاہر نہیں ہوئے۔ شکل 1.8 سے ظاہر ہوتا ہے کہ نجی شعبے کو قرضہ 2011ء کی پہلی سہ ماہی میں مثبت (اور 2009ء اور 2010ء کی پہلی سہ ماہیوں کے مقابلے میں خاصا بہتر بھی) تھا۔ تاہم ششماہی کے اختتام تک یہ منفی ہو گیا کیونکہ کمپنیوں نے جون 2011ء سے پہلے پہلے اپنے قرضے ادا کر دیے۔

جدول 1.1: معاشی شعبوں کے لحاظ سے نجی قرض گاری (ارب روپے)

شعبہ	دسمبر 09ء	جون 10ء	دسمبر 10ء	مارچ 11ء	جون 11ء
بینکس	648	594	695	725	657
سیمنٹ	95	91	95	94	81
شکر	62	82	73	139	122
جوتے، اور چمڑے کے ملہوسات	21	21	22	24	25
گاڑیاں اور ذرائع نقل و حمل	52	47	36	37	41
پکلی کی پیداوار اور ترسیل	294	327	348	368	374
دیگر	2,167	2,179	2,222	2,096	2,224
مجموعہ	3,339	3,341	3,490	3,484	3,523

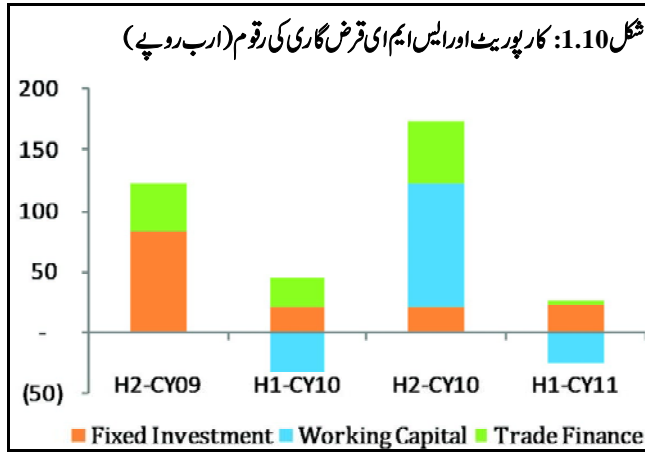
قرض گیری کرنے والی کمپنیاں اور شکر جیسی بڑی صنعتوں نے بعد از خریف مہینوں میں اپنے ذخائر میں اضافے کیے اور پیداواری چکر کی تکمیل پر اپنے جاری سرمائے کے قرضے بعد کے مہینوں میں واپس کر دیے۔ مثال کے طور پر بینکس کے نجی شعبے کو ملکی قرض گاری جنوری تا مارچ سہ ماہی کے دوران اپنے عروج پر پہنچی، جس کے بعد اس میں سکڑاؤ آیا حتیٰ کہ مجموعی کی جنوری تا جون 2011ء عرصے کے خاتمے پر 37.7 ارب روپے ہو گئی کیونکہ بنائی اور اسپننگ جیسے اہم ذیلی شعبوں کا پیداواری چکر پورا ہو گیا تھا اور کمپنیاں اپنے نجی شعبے کو واپس آگئے تھے (جدول 1.1)۔ شکر کے شعبے کو قرض گاری گنے کی پکلی کاری کے مہینوں، یعنی 2010ء کی چوتھی سہ ماہی اور 2011ء کی پہلی سہ ماہی میں خاصی بڑھ گئی کیونکہ اجناس اور خام مال کے بلند نرخوں کے ساتھ ساتھ پیداواری سرگرمی میں اضافے سے اس شعبے کی قرضے کی ضروریات بڑھ گئیں، تاہم 2011ء کی دوسری سہ ماہی میں بینک قرضوں میں معمولی کمی آئی۔

### ... جبکہ ایس ایم ای اور صارفی مالکاری سکڑتی رہی



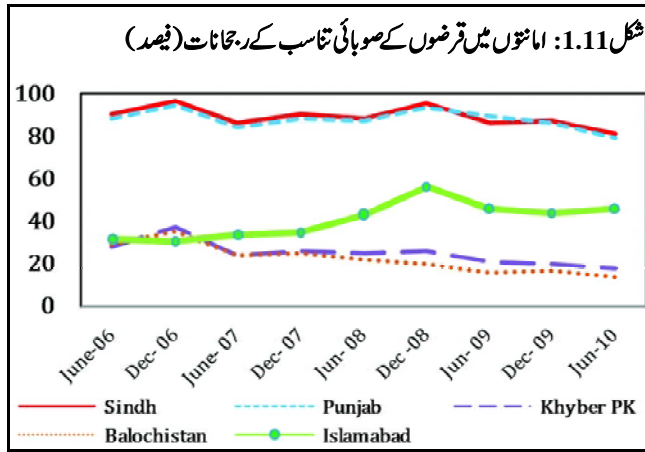
زمرہ وار تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ 2011ء کی پہلی ششماہی میں کارپوریٹ اور زرعی شعبے کو قرضوں میں مثبت تاہم معمولی نمو ہوئی (شکل 1.9)۔ دوسری طرف ایس ایم ای اور صارفی مالکاری کو قرض گاری بالترتیب 13.1 اور 3.4 فیصد سکڑ گئی۔ ایس ایم ای زمرے کو قرض گاری عام طور پر سال کے نصف آخر کے دوران بڑھ جاتی ہے<sup>1</sup> جبکہ دشوار اقتصادی حالات (یعنی شرح سود بلند، جی ڈی پی کی نمو کم) سے صارفی مالکاری میں گذشتہ چند برس سے متواتر تخفیف کا رجحان پایا جا رہا ہے۔ نیز، صارفی اور ایس ایم ای زمروں، دونوں کے بڑھتے ہوئے غیر ادا شدہ قرضوں کے سبب بینک ان زمروں سے گریزاں ہیں۔ چنانچہ 2011ء کی پہلی ششماہی میں ایس ایم ای اور صارفی مالکاری دونوں زمروں کو دیے گئے قرضوں میں کمی آئی جس سے مجموعی قرضوں میں ان کا حصہ گر کر بالترتیب 10 اور 8 فیصد رہ گیا۔

<sup>1</sup> اس کی جزوی وجہ یہ ہے کہ سال کی دوسری ششماہی میں کارپوریٹ سیکٹر کے زیادہ قرضے لینے سے نام مال کی ضروریات بھی بڑھ گئیں جو عموماً ایس ایم ای ادارے فراہم کرتے ہیں۔ اس طرح ایس ایم ای شعبے کی قرضے کی طلب بڑھ گئی۔



... معینہ سرمایہ کاری میں واجبی سی بحالی سے قطع نظر

نئی شعبے کو قرضے بنیادی طور پر معینہ سرمایہ کاری زمرے میں تقسیم کیے جاتے تھے جن میں بڑا حصہ بجلی اور شکر کے شعبوں کو جاتا تھا، تاہم ماہوار تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تر معینہ سرمایہ کاری قرضے جون 2011ء میں دیے گئے اور زیر جائزہ ششماہی کے ابتدائی مہینوں کے دوران ان میں خالص کمی ہوئی۔ جون 2011ء میں کچھ بحالی کے باوجود معینہ سرمایہ کاری مسلسل کم ہوتی رہی اور اس نے گذشتہ پانچ سال کی پست ترین سالانہ نمو (م 11ء میں 1.4 فیصد) حاصل کی۔



2011ء کی پہلی ششماہی میں جاری سرمائے کے قرضوں میں بھی تخفیف ہوئی تاہم بنیادی وجہ ایف ایم ای شعبے میں 38.2 ارب روپے کی کمی تھی جس نے بحیثیت مجموعی اس کی کو جنم دیا (شکل 1.10)۔ جہاں تک کارپوریٹ شعبے کا تعلق ہے 2011ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جاری سرمائے کے قرضوں میں 31.2 ارب روپے اضافہ ہوا تاہم دوسری سہ ماہی میں بیشتر قرضے واپس کر دیے گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ششماہی بنیاد پر نظر ڈالی جائے تو محض 12.5 ارب روپے کا معمولی اضافہ دکھائی دیتا ہے۔

### صوبوں کی امانتوں میں قرضوں کے تناسب متعلقہ کاروباری سرگرمی کے مطابق ہیں<sup>2</sup>

امانتوں میں قرضوں کے تناسب علاقائی بنیاد پر دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ بینک کس طرح امانتیں جمع کرتے اور قرضے جاری کرتے ہیں۔<sup>3</sup> عمومی طور پر امانتوں میں قرضوں کا تناسب رو بہ زوال ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینک اپنی زیادہ تر اضافی امانتیں قرضوں کے اجراء کے بجائے سرمایہ کاری میں لگا رہے ہیں<sup>4</sup> (شکل 1.11)۔ حالیہ برسوں میں سندھ کا امانتوں میں قرضوں کا تناسب بیشتر بلند ترین رہا ہے جو جمع شدہ امانتوں کے مقابلے میں قرضوں کے بلند ترین تناسب سے ظاہر ہے۔ پنجاب کا تناسب سندھ کے قریب قریب رہا ہے، جبکہ خیبر پختون خوا اور بلوچستان دونوں میں یہ خاصا کم رہا ہے، بینکوں نے ان دو صوبوں سے جمع شدہ امانتوں کا 20 فیصد سے بھی کم قرضوں کی صورت میں جاری کیا ہے۔ ان رجحانات میں بنیادی طور پر یہ چیز کارفرما ہوتی ہے کہ کسی صوبے میں کاروباری مواقع کتنے ہیں اور اس کے نتیجے میں فرموں اور لوگوں کی قرضہ جاتی ضروریات کیا ہیں۔ مثال کے طور پر سندھ میں مذکورہ بلند تناسب صرف کراچی میں کاروباری سرگرمیوں کی بنا پر ہے جو ملک کی معاشی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ اسلام آباد کا رجحان دلچسپ معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہاں امانتوں میں قرضوں کا تناسب 2007ء کے بعد سے بلند ہوا ہے۔ اس اضافے کا بیشتر سبب یہ ہے کہ اسلام آباد کی اساس محدود ہے، نیز نظارہ یہاں جائیداد کے کاروبار میں ترقی کی بنا پر حالیہ برسوں کے دوران قرضوں کے اجراء میں نسبتاً تیزی آئی ہے۔

### بینکوں کا حجم ان کی قرض گاری پر اثر انداز ہوتا ہے

عام طور پر بینکوں کی قرض گاری حکمت عملیوں کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ جاری اور بچت کھاتوں کی صورت میں کم لاگت والی، مستحکم امانتیں کس حد تک جمع کر سکتے ہیں۔ منڈی میں 51

2 مجموعی بینک امانتوں میں دسمبر 2010ء تک خیبر پختونخوا کا حصہ 6.2 فیصد اور بلوچستان کا 2.1 فیصد تھا جبکہ پنجاب 42 فیصد، سندھ کا 35 فیصد، اسلام آباد کا 11.5 فیصد اور آزاد کشمیر کا 3.2 فیصد تھا۔

3 مثال کے طور پر دسمبر 2010ء میں سندھ کا امانتوں میں قرضوں کا 80 فیصد تناسب یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر سندھ سے 10 ملین روپے امانتیں جمع ہوئیں تو اسی صوبے میں تقریباً 8 ملین روپے کے قرضے جاری کر دیے گئے۔

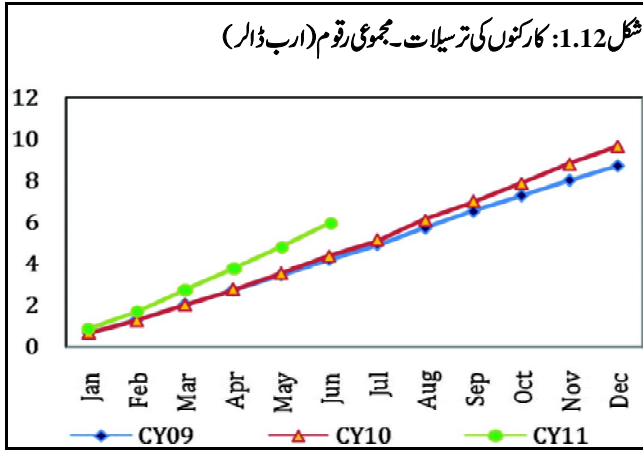
4 امانتوں میں قرضوں کے تناسب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کئی امانتیں قرضوں میں تبدیل ہوئیں۔ چونکہ قرضوں کے علاوہ بھی امانتوں کے دیگر استعمالات ہیں (مثلاً سرمایہ کاری وغیرہ)، اس لیے صوبائی تناسب جمع نہیں ہوں گے۔

جدول 1.2: شعبہ بینکاری کا ڈھانچہ (فیصد)					
تمام	37 سے	20 سے	10 سے	5 سے	صف اول کے
100	7.6	18.7	22.6	51.1	مجموعی اثاثوں کے لحاظ سے منڈی میں حصہ
43.9	36.6	43.7	42.9	45.4	مجموعی اثاثوں میں قرضے
62	52.9	55.1	62.1	65.8	مجموعی امانتوں میں جاری اور بچت کھاتے
56.7	51.7	63	54.9	56.2	امانتوں میں قرضوں کا تناسب
17	8.1	6.3	12.7	24.1	مجموعی قرضوں میں سرکاری شعبے کے قرضے
63.9	67.8	63	69	61.4	مجموعی قرضوں میں کارپوریٹ شعبے کے قرضے
59	64.6	62.2	62.1	54.6	مجموعی قرضوں میں نجی کارپوریٹ کے قرضے
8.3	11	10.8	8.7	6.7	مجموعی قرضوں میں ایس ایس ایم ای قرضے
7	7.3	2.8	9.1	6.7	مجموعی قرضوں میں صارفین کی مالکاری
13.8	6.4	8.2	8.5	19.6	مجموعی قرضوں میں اجناس کی مالکاری
2	0.4	0.9	2	2.8	مجموعی قرضوں میں زرعی قرضے (زرعی بینک اور پی پی سی بی ایل منہا کر کے)

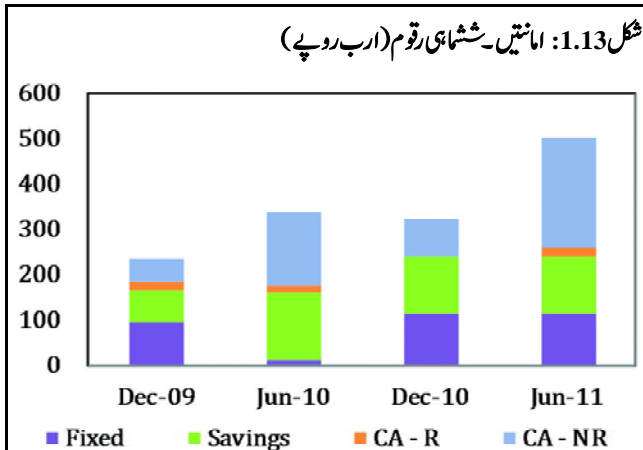
فیصد حصے کے حامل پانچ بڑے بینک جاری اور بچت کھاتوں سے خاصی رقم بآسانی جمع کر لیتے ہیں جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ لوگ ان کے ناموں سے واقف ہیں اور منڈی میں ان کی رسائی دور تک ہے۔ اسی طرح یہ اپنی حیثیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بلند معیار کے قرض گیروں کو مدد بنا سکتے ہیں، چنانچہ یہ سرکاری شعبے کو قرض گاری اور اجناس کی مالکاری میں نسبتاً زیادہ حصے کے حامل ہیں (جدول 1.2)۔ اس کے برعکس چھوٹے اور درمیانے حجم کے بینک نسبتاً بلند شرح پر امانتیں جمع کرتے ہیں۔ اپنا منافع برقرار رکھنے کے لیے وہ نجی شعبے کو قرض پر زیادہ توجہ دیتے ہیں کیونکہ نادہنگی کے زیادہ خطرے کے پیش نظر ان سے منافع کی یافت بھی بلند ہوتی ہے۔ اسی سے اس امر کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ ان بینکوں کا متعدد اثر نسبتاً بلند ہے، اس موضوع پر اگلے باب میں بحث کی جائے گی۔

### گذشتہ عشرے میں امانتوں کی شاندار نمو کو ترسیلات

سے مدد ملی



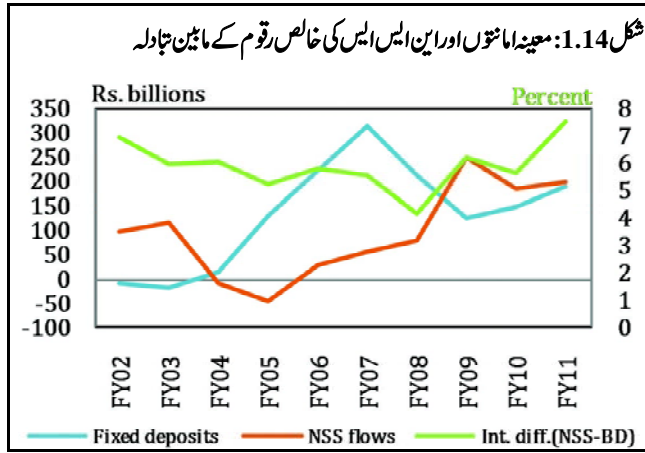
2011ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکوں کی امانتیں 9.4 فیصد کی شرح سے بڑھیں جبکہ گذشتہ برس اس عرصے میں 6.3 فیصد بڑھی تھیں۔ مطلق امانتوں یعنی 515 ارب روپے، اور نمو، دونوں کے لحاظ سے یہ گذشتہ چار برس میں امانتوں میں ششماہی اضافے کی بہترین نمو ہے۔ بینک امانتوں میں اس غیر معمولی نمو کی اہم وجہ بیرونی ترسیلات کی بھاری آمد ہے۔ زیر جائزہ ششماہی کے دوران کارکنوں نے 5.9 ارب ڈالر کی ترسیلات بھیجیں جو 2010ء کے اسی عرصے کے مقابلے میں 1.5 ارب ڈالر زیادہ ہیں (شکل 1.12)۔



ترسیلات کے مطابق امانتوں میں نصف سے زائد نمو کی ذمہ دار جاری کھاتوں میں آنے والی رقوم ہیں (شکل 1.13)۔ اس طرح زیر جائزہ عرصے کے دوران صارفین کی امانتوں میں جاری کھاتوں کا حصہ 33 فیصد سے بڑھ کر 35 فیصد ہو گیا۔ عمومی طور پر، قرضوں کی بدلتی ہوئی ضروریات اور معیشت میں لین دین کی طلب کی بنا پر جاری کھاتوں میں نسبتاً بلند اتار چڑھاؤ آیا۔ بہر حال گذشتہ چند برسوں کے دوران سیالیت پر دباؤ کم ہونے کی بنا پر بینک طویل مدتی معینہ کھاتوں کے مقابلے میں جاری اور بچت کھاتوں پر زیادہ توجہ دے رہے ہیں حالانکہ یہ طویل مدتی کھاتے لازمی شرح سیالیت کے حوالے سے ترغیبات کے حامل ہیں۔

### قومی بچت اسکیمیں معینہ امانتوں کا اہم متبادل ہیں

میعادوں میں فرق کے باوجود قومی بچت اسکیمیں بینک امانتوں، خصوصاً معینہ میعاد والی امانتوں کا اہم متبادل ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان اسکیموں کو وقت سے پہلے نقد میں بدلانا



ممکن ہوتا ہے اور اس کا کوئی نقصان بھی برداشت نہیں کرنا پڑتا۔ ویسے تو شرح ہائے سود میں نمایاں فرق کی موجودگی میں لوگوں کا قومی بچت اسکیموں کی طرف میلان قابل فہم ہے، تاہم میلان کی ہر بار وجہ یہی نہیں ہوتی، جیسا کہ شکل 1.14 سے واضح ہے۔ شمال کے طور پر م س 02ء سے م س 06ء کے دوران شرح ہائے سود میں فرق تقریباً 6 فیصد رہا تاہم قومی بچت اسکیموں کی طرف بہت کم رقم گئیں، اس کی بڑی وجہ قومی بچت اسکیموں میں ادارہ جاتی سرمایہ کاری پر پابندی، بینکوں کے ذریعے ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ اور اسپیشل سیونگ سرٹیفکیٹ کی فروخت پر بندش اور قومی بچت اسکیم کے وثیقہ جات کے عوض قرض گاری کی بینکوں کو اجازت نہ دینا تھا۔ تاہم 2006ء کے اواخر میں ادارہ جاتی سرمایہ کاری پر پابندی اٹھائی گئی تو قومی بچت اسکیموں کے وثیقہ جات کی طرف رقم کی آمد بحال ہو گئی۔ حالیہ برسوں میں قومی بچت اسکیموں کی شرح منافع بڑھنے سے ان میں سرمایہ کاری کا رجحان مستحکم ہوا ہے، خصوصاً م س 11ء کے دوران دیگر تمام امانتوں میں مضبوط نمو کے ساتھ ساتھ معینہ امانتوں میں بھی تیزی آئی ہے۔

بھلائی ہوگی۔ حالیہ برسوں میں قومی بچت اسکیموں کی شرح منافع بڑھنے سے ان میں سرمایہ کاری کا رجحان مستحکم ہوا ہے، خصوصاً م س 11ء کے دوران دیگر تمام امانتوں میں مضبوط نمو کے ساتھ ساتھ معینہ امانتوں میں بھی تیزی آئی ہے۔

### پاکستان میں بینکاری تفاوت

مالی وساطت کی روایتی تشریح یہ ہے کہ یہ معیشت کے فاضل رقم والے شعبوں سے رقم کو خسارے والے شعبوں تک پہنچانے کا کام ہے۔ جو ادارے یہ کام انجام دیتے ہیں انہیں مالی وساطتی ادارے کہا جاتا ہے اور دنیا میں یہ کام سب سے زیادہ بینک انجام دیتے ہیں۔ ان خدمات کی انجام دہی کی لاگت کو مالی وساطت کی لاگت (cost of financial intermediation- COFI) کہا جاتا ہے۔

### بینکاری تفاوت کی پیمائش میں مسائل:

مالی وساطت کی لاگت کا تصور صاف اور سیدھا ہے، تاہم ایسا کوئی واحد پیمانہ موجود نہیں ہے جسے کام میں لے کر یہ لاگت درست معنوں میں ناپی جاسکے۔ عملی صورت یہ ہے کہ منافع یا بینکاری تفاوت کی نیاٹ (proxy) سے، مالی وساطتی اداروں کی قرض گاری اور امانت کی (کسی حد تک) نمائندہ شرحوں کے مابین فرق معلوم کر کے یہ لاگت ناپی جاتی ہے۔ زیادہ تر استعمال ہونے والے اظہارے خالص سودی مارجن (کمائے گئے سود اور ادا کیے گئے سود کے مابین فرق) سے وسط آمدنی اثاثوں یا مجموعی اثاثوں سے محتال کیا جاتے) اور بینکاری تفاوت (قرض گاری اور امانت شرحوں کے مابین فرق) ہیں۔ تاہم ان دونوں اظہاروں کی یکھ حدود ہیں۔

● خالص سودی مارجن میں صارفین کی طرف سے ادا کردہ کوئی فیس اور کمیشن شامل نہیں ہوتا۔ یہ چارجز معمولاً شرح منافع پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ نیز، تمام آمدنی اثاثوں یا مجموعی اثاثوں کو شامل کر لینے کی بنا پر خالص سودی مارجن منافع تفاوت (marginal spreads) کی معلومات بھی چھپا لیتے ہیں۔

● بینکاری تفاوت کی پیمائش میں بہت سی محدودیت بھی کارفرما ہیں کیونکہ بینک تمام قرض گیروں سے یکساں شرح وصول نہیں کرتے، اسی طرح وہ تمام امانت گزاروں کو یکساں شرح سے منافع بھی نہیں دیتے۔ قرض گاری اور امانت کی شرحیں بھی وقت کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں، ایک صارف کے لیے شرح دوسرے صارف کے لیے شرح سے مختلف ہوتی ہے جس کا اظہار قرض گیر کی سائیکل، رقم، اور امانت کی مبادی پر ہوتا ہے۔ بینک مختلف خدمات پر فیس اور کمیشن بھی وصول کرتے ہیں جس سے قرض گاری کی مؤثر لاگت اور امانتوں پر منافع پر اثر پڑتا ہے۔ ہر بینک کا شرح سود کا اپنا الگ ڈھانچہ کارفرما ہونے سے لاگت کی پیمائش مزید پیچیدہ ہو جاتی ہے، کیونکہ ہر بینک کی کاروباری سرگرمیاں، منڈی میں حصہ، اور خاکہ خطر جدا جدا ہوتا ہے۔

### بینکاری تفاوت-ری حقائق

بلند بینکاری تفاوت پاکستان کے بینکاری نظام کی خصوصیت ہے، اور اس کا تعلق مالی وساطت کی کارگزاری اور شعبہ بینکاری میں مسابقت سے ہے۔ بینکاری تفاوت کو پیش نظر رکھ کر کوئی حتمی نتیجہ نکالنا انتہائی گمراہ کن ہو سکتا ہے کیونکہ بینکاری تفاوت میں زمانی ردوبدل کا انحصار اس کی تشریح، اور حالات کار میں تبدیلیوں پر ہوتا ہے۔

تشریحی مسائل اجاگر کرنے کی غرض سے Brock اور Suarez (2000) اور Koeve (2003) کی بیرونی میں بینکاری تفاوت کے چار اظہارے تشکیل دیے گئے ہیں، جنہیں بینکوں کے اثاثوں اور واجبات کی کوریج کے لحاظ سے دو بڑے زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ محدود شرح والا اظہارے بینک قرضوں اور ایڈوانسز پر مبنی ہوتا ہے، جبکہ وسیع شرح والا اظہارے اول الذکر کے مقابلے میں بینک اثاثوں اور واجبات کو پیش نظر رکھتے ہیں (جدول 1)۔

جدول 1 میں دیے گئے بینکاری تفاوت کے مختلف اظہاروں کے تخمینے سے پتہ چلتا ہے کہ 2010ء کے لیے بینکاری تفاوت کی سطح بلحاظ شرح 4.2 فیصد تا 7.5 فیصد رہی (جدول 2)۔

جدول 2 کی معلومات کا خلاصہ یہ ہے:

1- محدود شرح والا اظہارے وسیع شرح والا اظہاروں کے مقابلے میں متوازی بلند ناہر ہوتا ہے۔ بینکاری تفاوت کی تخمین کے لیے مختلف بنیادوں کا استعمال اس فرق کی بنیادی وجہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مستقل شرح پر مبنی بینکاری تفاوت طویل عرصے کے دوران مالی وساطت کی لاگت کے تجربے کے لیے، کسی خاص وقت پر بینکاری تفاوت کی سطح کے مقابلے میں بہتر ہے۔

**جدول 1: بینکاری تفاوت کے اظہاریے**

محدود تفریح والا اظہاریے

$$SN1 = ((\text{قرضوں پر کمایا گیا سود} / \text{اوسط قرضے}) - (\text{امانتوں پر ادا کردہ سود} / \text{اوسط امانتیں})) * 100$$

وسیع تفریح والا اظہاریے

$$SW1 = ((\text{کمایا گیا سود} / \text{اوسط سودی اثاثے}) - (\text{ادا کردہ سود} / \text{اوسط سودی واجبات})) * 100$$

$$SW2 = ((\text{سود جمع کمایا گیا کمیشن} / \text{اوسط سودی اثاثے}) - (\text{ادا کردہ سود} / \text{سودی واجبات})) * 100$$

$$SW3 = (\text{کمایا گیا سود} - \text{ادا کردہ سود}) / \text{اوسط اثاثے}$$

**جدول 2: بینکاری تفاوت کے اظہاریے**

2010ء	2009ء	2008ء	2007ء	2006ء	2005ء	2004ء	2003ء	2002ء	2001ء	2000ء	
6.9	6.4	5.3	5.7	4.7	2.9	3.0	4.6	5.4	3.4	دستیاب نہیں	SN1
5.3	5.4	5.4	5.0	5.3	4.9	3.4	3.6	4.3	5.0	4.7	SW1
6.1	6.3	6.3	5.9	6.3	5.8	4.4	4.4	5.1	5.9	5.7	SW2
4.2	4.3	4.4	4.1	4.5	4.1	2.9	3.0	3.1	3.2	2.6	SW3
5.1	5.3	5.3	4.9	5.3	4.8	3.4	3.5	3.8	4.1	3.5	خالص سودی مارجن
6.3	6.5	5.4	5.2	5.5	5.1	4.0	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	واجبی تفاوت *
7.5	7.5	7.3	7.3	7.4	6.6	5.3	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	اسٹاکس تفاوت *

\* یہ قرضوں پر ہونے والا اوسط شرح سود اور امانتوں پر ہونے والا اوسط شرح سود کے مابین ڈیٹا پر مبنی ہے۔

2- محدود تفریح والا اظہاریے طویل عرصے کے دوران وسیع تفریح والے اظہاریوں کے مقابلے میں زیادہ تغیر دکھاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ طویل عرصے کے دوران بینکاری تفاوت میں ردوبدل کی تفریح و احتیاط سے کی جانی چاہیے۔

بینکاری تفاوت کی مخصوص تفریح اور با معنی نشانیہ پر کوئی اتفاق رائے نہیں پایا جاتا تاہم تجزیے کے مقصد کے لیے SW1 تفریح زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس میں بینکیوں کے آمدنی اثاثوں اور سودی واجبات کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

**بلند تفاوت نامطلوب کیوں ہے؟**

وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو بلند منافع/تفاوت مالی وساطت میں رکاوٹ بنتا ہے کیونکہ امانتوں پر کم منافع چھت کے لیے حوصلہ شکن ہے، جبکہ بلند تفاوت قرض گیری کی زائد لاگت کی بنا پر سرمایہ کاری کی سرگرمیوں میں بھی رکاوٹ بنتا ہے۔ کم چھت اور محدود سرمایہ کاری معیشت کی نمو کے امکانات کو گھٹا دیتی ہے۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملکوں کے معاملے میں، جہاں نجی شعبے کی کاروباری سرگرمیوں کے لیے بینک ہی مالیات کا بنیادی ذریعہ بنتے ہیں، یہ بات بالکل درست ہے۔

جون 2011ء کے اختتام پر نجی شعبے نے بینکیوں سے مجموعی طور پر 34 کھرب روپے قرض لے رکھا تھا جبکہ فہرستی میعاد کی مالکاری و وثیقتوں میں واجب الادا 168.91 ارب روپے، اور کراچی اسٹاک ایکس چینج میں 856.5 ارب روپے کا فہرستی سرمایہ تھا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نجی شعبے کی کاروباری سرگرمیوں کے لیے مالیات کا بنیادی وسیلہ بینکاری نظام ہے۔ اس تناظر میں ملک کی مجموعی کاروباری سرگرمیوں کے لیے کم سے کم بینکاری تفاوت کی اہمیت روز بروز کی طرح عیاں ہے۔

**کیا پاکستانی بینکیوں کا تفاوت دنیا میں بلند ترین ہے؟**

اس کا مختصر جواب ہے نہیں۔ یہ بات جان لینی چاہیے کہ مختلف ملکوں کے بینکاری تفاوت کے تقابل کی افادیت کئی عوامل کی بنا پر عموماً ختم ہو جاتی ہے۔ مختلف ملکوں میں مالی ترقی کی سطح، ضوابط، ماحول، کاروبار کرنے کی سہولت، مالی خدمات پر اخراجات، تفریحی مسائل، وغیرہ سب عوامل مختلف ہیں۔ ان محدودات کے باوجود عام خیال یہی ہے کہ پاکستان کے بینک دنیا کے بلند ترین تفاوت کے حامل ہیں۔ اسٹیٹ بینک ملک میں بینکیوں کا ضابطہ ساز اور نگران ادارہ ہے، اور زیر بحث مسائل پر بھی نظر رکھتا ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے چھت امانتوں پر یکم جون 2008ء سے اب تک کم از کم 5 فیصد شرح منافع لاگو کر رکھی ہے، دوسرے اسٹیٹ بینک کی نمائندہ مصنوعات میں بینکاری تفاوت کا تفصیلی تجزیہ بھی دیا جاتا ہے۔

جہاں تک مختلف ملکوں کے موازنے کا تعلق ہے پاکستان کا درجہ معلوم کرنے کے لیے بینکیوں کے خالص سودی مارجن پر عالمی بینک کے ڈیٹا بیس<sup>5</sup> کی معلومات استعمال کی جاتی ہیں۔ نیز، 2001ء سے 2009ء تک سالانہ ڈیٹا سے ہر ملک کا اوسط خالص سودی مارجن نکالا جاتا ہے۔ مختلف ملکوں کے خالص سودی مارجن میں غیر ضروری تغیر سے بچنے میں، اس سے مدد ملتی ہے۔ شکل 1 سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستان بلند خالص سودی مارجن والے ملکوں کے آس پاس بھی نہیں ہے۔ 122 ملکوں میں پاکستان کا درجہ 69 واں ہے، یعنی وہ بلند تفاوت والے پہلے 50 ملکوں میں بھی نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ پاکستان کے بینکاری تفاوت دنیا کے بلند ترین تفاوت میں نہیں ہیں۔

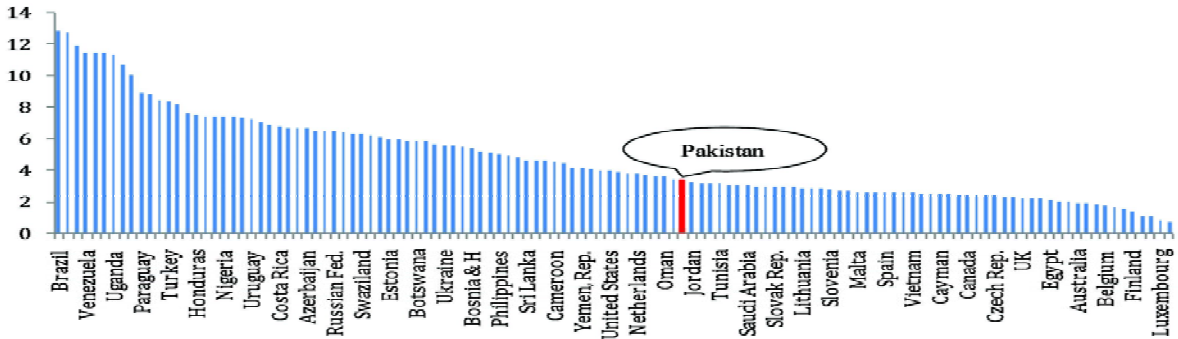
**بینکاری تفاوت کس طرح وجود میں آتے ہیں؟**

یہ بات جانتا اہم ہے کہ بینکاری تفاوت میں زمانی اور نمائندہ تبدیلیاں کسی ایک عامل سے رونما نہیں ہو سکتیں۔ بینکاری تفاوت پر اثر انداز ہونے والے عوامل کو عموماً تین بڑے زمردوں میں تقسیم کیا جاتا ہے یعنی بینک سے مخصوص، صنعت سے مخصوص اور اقتصادی عوامل۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ تینوں بینک اپنے منافع کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔ صنعت سے مخصوص عوامل اور اقتصادی عوامل بینکیوں کے لیے ایک عملی ماحول تیار کرتے ہیں جس کا بینکاری تفاوت پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ بلند بینکاری تفاوت کا باعث بننے والے بعض اہم عوامل پر ذیل میں بحث کی گئی ہے۔

5 Thorsten Beck, Asli Demircug-Kunt and Ross Eric Levine (2010) "A New Database on Financial Development and Structure"



### شکل 1: خالص سودی مارجن - مختلف ملکوں کا موازنہ

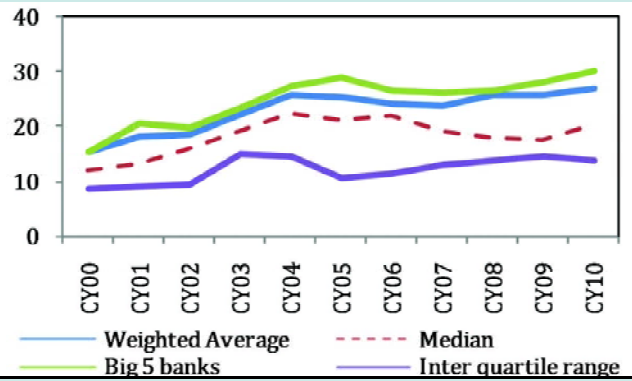


### 1 بینک امانتوں کی ساخت

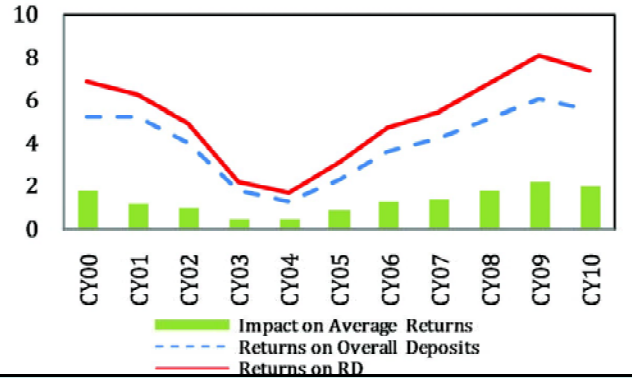
پاکستان میں کرنل بینکوں کے لیے رقم کا بنیادی ذریعہ امانتیں ہیں۔ حالیہ برسوں میں کرنل بینکوں کے تقریباً 75 فیصد اثاثوں کے پیچھے یہی امانتیں رہی ہیں۔ چنانچہ امانت گزاروں کے رویے یا امانتوں کے ڈھانچے میں کوئی تبدیلی فنڈنگ کی اوسط لاگت پر بڑا اثر ڈالتی ہے اور یہ لاگت بینکاری تفاوت کا اہم جزو ہے۔

امانتوں کی ساخت بینکاری تفاوت پر کیا اثرات ڈالتی ہے، اس تجربے کی غرض سے کرنل بینکوں کی مجموعی امانتوں کو دو بڑے زمروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: نفع بخش امانتیں اور غیر نفع بخش امانتیں۔ شکل 2 سے ظاہر ہے کہ کرنل بینکوں کی مجموعی امانتوں کا ایک چوتھائی غیر نفع بخش ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ مجموعی امانتوں میں غیر نفع بخش امانتوں کا حصہ حالیہ برسوں میں بتدریج بڑھا ہے کیونکہ بڑے بینک ان امانتوں پر، رقم کی ہیز رفتار منتقلی کی سہولت پیش کر رہے ہیں۔ تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ 42.5 فیصد غیر نفع بخش امانتیں پانچ بڑے بینکوں کے پاس ہیں جبکہ صنعت بینکاری کی مجموعی امانتوں کا 38.2 فیصد پانچ بینکوں کے پاس ہے۔ بینکوں کی غیر نفع بخش امانتوں کی یہ اونچائی بھی واضح ہے کہ پانچ بڑے بینکوں کی غیر نفع بخش امانتیں بہ نسبت مجموعی امانتیں زائد ہیں اور ان کی انٹروانٹیل رینج (inter-quartile range) میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے جو کہ اوسط سے انتشار کا پیمانہ ہے (شکل 2)۔ بڑے بینکوں کو اپنے وسیع برانچ نیٹ ورک اور حکومت کے ساتھ بینکاری کا بھی فائدہ حاصل ہے۔

### شکل 2: غیر نفع بخش امانتوں کے تحریکات۔ (مجموعی امانتوں کا فیصد)



### شکل 3: امانتوں کے اوسط منافع پر غیر نفع بخش امانتوں کے اثرات (فیصد)



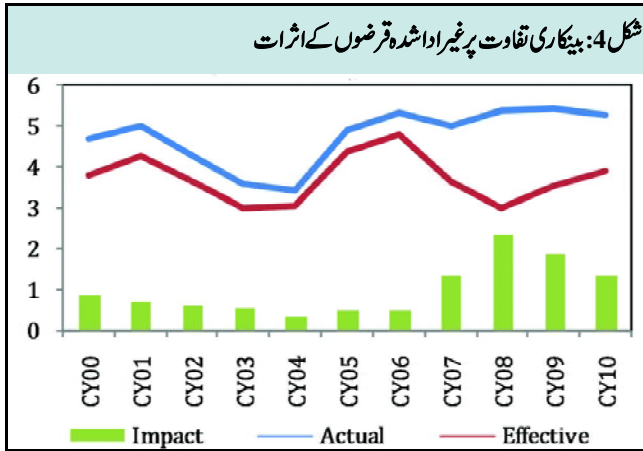
### 2 غیر فعال قرضوں کے شعبہ بینکاری پر اثرات

بینکوں کے غیر فعال قرضوں کی طرح کے حوالے سے بڑھتے ہیں جن میں اقتصادی سرگرمیاں، قانونی نظام، غیر متوقع دھچکے، اور قرضے کی قدر پیمائی کے لیے بینکوں کی اہلیت شامل ہے۔ دیگر اسباب سے قطع نظر، غیر فعال قرضے بڑھنے کا بینکاری تفاوت پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ اس سے بینکوں کے نہ صرف آمدنی اٹانے گھٹ جاتے ہیں بلکہ تنوع میں لاگت بھی عائد ہو جاتی ہے۔ پاکستان کا معاملہ یہ ہے کہ ضمانت کے جائز جزوی فوائد ایڈجسٹ کرنے کے بعد، بینکوں کو غیر فعال قرضوں کی رقم فراہم کرنا ہوتی ہے۔ نیز، غیر فعال قرضے بہ نسبت ایڈوانسز حالیہ برسوں میں بتدریج بڑھے ہیں۔ 2010ء کے اختتام پر یہ 14.4 فیصد تک جا پہنچے جبکہ 2006ء میں 5.7 فیصد تھے، یعنی صرف چار سال میں دو گنے سے زائد ہو گئے۔ غیر فعال قرضوں میں زبردست اضافے کے بینکاری تفاوت پر اثرات بھی ایسے عرصے کے دوران بڑھے ہیں (شکل 4)۔ بینکاری تفاوت میں غیر فعال قرضوں کا حصہ 2007ء تا 2020ء کے دوران 175 بی بی ایس ہے جبکہ 2003ء تا 2006ء کے دوران یہ 50 بی بی ایس تھا۔<sup>8</sup>

6 بینکاری تفاوت پر غیر ادا شدہ قرضوں کے اثرات معلوم کرنے کے لیے ایڈوانسز پر اوسط منافع کو تنوع کے لیے ایڈجسٹ کیا جاتا ہے اور ناقص قرضے سال کے دوران قلم زد کر دیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد، ایڈجسٹ کیا گیا یہ اوسط منافع مضمر بینکاری تفاوت نکالنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ حقیقی اور مضمر بینکاری تفاوت کے مابین فرق غیر ادا شدہ قرضوں کے ان اثرات کو ظاہر کرتا ہے جو بینکاری تفاوت پر پڑتے ہیں۔

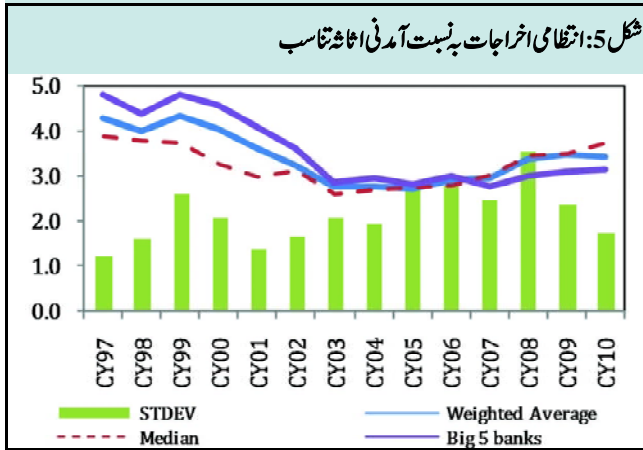
7 کم نموار بلنڈ شرح سود کا عرصہ۔

8 مستحکم نموار یک ہندی شرح سود کا عرصہ۔



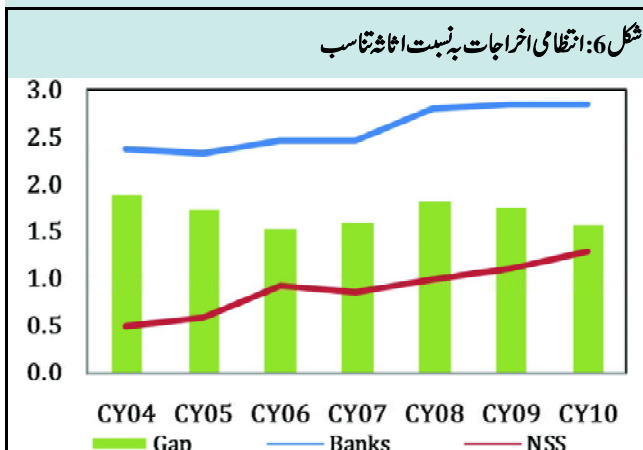
3 **انتظامی اخراجات**  
انتظامی اخراجات سے مجموعی بینکاری تفاوت کم ہو جاتا ہے۔ بینکیوں کو اپنی شرح قرض گاری اور شرح منافع کے درمیان ایک مناسب فرق برقرار رکھ کر، یا مالی خدمات پر فیس یا کمیشن وصول کر کے، انتظامی لاگت اس طرح پوری کرنی ہوتی ہے کہ اس میں انہیں نقصان نہ ہونے پائے۔ یہ اخراجات پورے کرنے کے لیے درکار فرق کو خالص تفاوت بھی کہتے ہیں جسے مجموعی تفاوت کے مقابلے میں مالی وساطت کی لاگت کا بہتر متبادل سمجھا جاتا ہے۔<sup>9</sup>

کسی نشانیے کی عدم موجودگی میں بہتر یہ ہے کہ انتظامی اخراجات اور آمدنی اثاثوں کا تناسب چٹیل سطح پر رہے۔ شکل 5 میں دکھایا گیا ہے کہ پاکستان میں کمرشل بینکیوں کا انتظامی اخراجات اور آمدنی اثاثوں کا اوسط تناسب حالیہ برسوں میں رفتہ رفتہ بڑھ کر 3.5 فیصد ہو گیا ہے۔ یہ اچھی پیش رفت نہیں ہے، کیونکہ انتظامی اخراجات میں اضافہ صرف بین بنی کو برداشت کرنا ہوتا ہے، اگر امانت گزار ہے تو کم منافع کی شکل میں، اگر قرض گیر ہے تو بلند شرح سود کی شکل میں۔



نمائندہ تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ بینکیوں کا رجوع، صنعت بینکاری کے اوسط کی طرف ہو رہا ہے (شکل 5)۔ بتدریج اضافے اور سڑکتے ہوئے انتشار، دونوں سے پتہ چلتا ہے کہ تمام کمرشل بینکیوں میں انتظامی اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ اس میں کئی عوامل کا رفرما ہیں:

- مالی خدمات میں اضافہ، بینکاری خدمات خصوصاً رقم کی منتقلی کی سہولت حالیہ برسوں میں بڑھ گئی ہے۔ ان خدمات کے اخراجات براہ راست بینکیوں کے انتظامی اخراجات میں شامل ہو جاتے ہیں۔
- کاروباری لاگت حالیہ برسوں میں بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بنیادی سہولتوں کی فراہمی میں مستقل کوتاہیاں، بجلی کی مسلسل قلت اور سیکورٹی کے بڑھتے ہوئے مسائل نے انتظامی اخراجات پر شدید دباؤ ڈالا ہے۔



● دوہندی گرائی نے بھی انتظامی اخراجات بڑھانے میں حصہ ڈالا ہے، بلند گرائی کا مقابلہ کرنے کے لیے بینک ملازمین کے جزدی طور پر معاوضے بڑھا دیے گئے اور دفتری استعمال کی اشیاء کی لاگت بھی بڑھ گئی۔

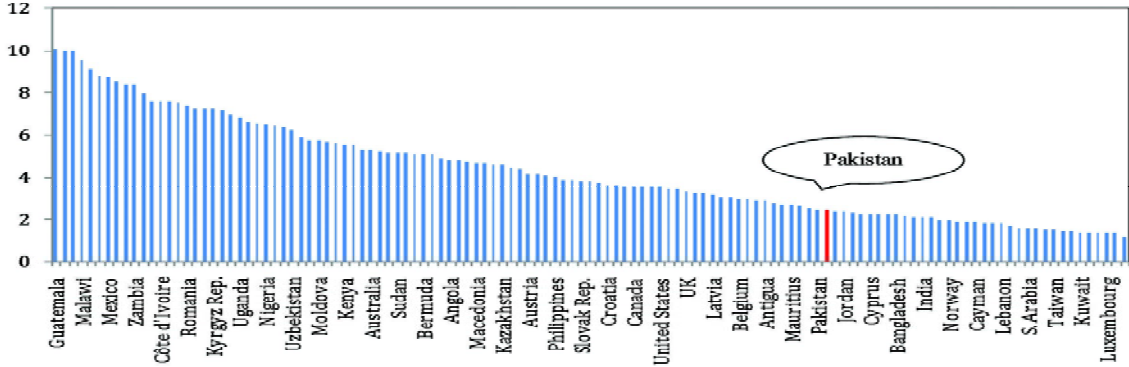
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان عوامل میں اقتصادی عوامل بھی کارفرما ہیں کیونکہ: (1) انتظامی اخراجات چند بڑے بینکیوں ہی کے نہیں، تمام بینکیوں کے بڑھے، (2) مالی وساطت کے دوسرے اداروں کے بھی انتظامی اخراجات بڑھے، مثال کے طور پر ای آر سی کے دوران قومی بچت آکسوں کے ذریعے رقم جمع کرنے پر بھی انتظامی اخراجات بڑھے (شکل 6)، اور (3) جس اقتصادی ماحول میں ادارے کام کرتے ہیں وہ بھی حالیہ برسوں میں بدتر ہوا ہے۔

ان تمام حالات کے باوجود پاکستان میں شعبہ بینکاری کے انتظامی اخراجات بہ نسبت اثاثہ خاصے چٹیل سطح پر ہیں (شکل 7)۔<sup>10</sup> دراصل پاکستان ان 40 ملکوں میں شامل ہے جہاں پر عمومی لاگتوں اور اثاثوں کا باہمی تناسب بے حد کم ہے۔

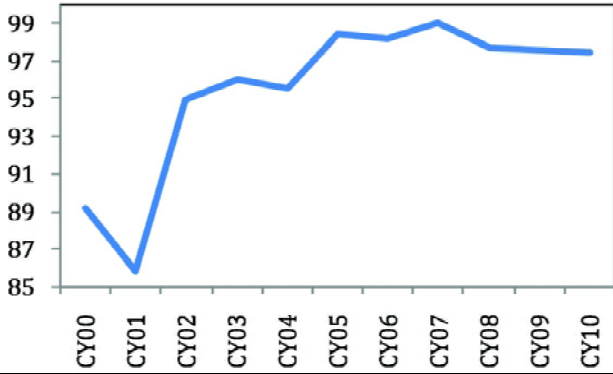
4 **مطلوبہ نقد محفوظ**  
مطلوبہ نقد محفوظ کو مالی وساطتی اداروں پر عجزیہ لگایا جاتا ہے۔ یہ جمع شدہ امانتوں کی رقم کے عوض زیادہ سے زیادہ قابل قرض رقم کو گھٹا کر شرح قرض گاری اور شرح منافع کے مابین ایک فرق پیدا کرتا ہے۔ پاکستان میں جدولی بینکیوں پر<sup>9</sup> یہ بات قابل غور بھی ہے کیونکہ انتظامی اخراجات سے وہ وسائل ظاہر ہوتے ہیں جو بینکیوں نے مالی وساطتی خدمات فراہم کرنے کے لیے استعمال کیے ہوتے ہیں۔

10 ماخذ: Thorsten Beck, Asli Demirguc-Kunt and Ross Eric Levine (2010) "A New Database on Financial Development and Structure" <http://econ.worldbank.org/WBSITE/EXTERNAL/EXTDEC/EXTRESEARCH/0,,contentMDK:20696167~pagePK:64214825~piPK:64214943~theSitePK:469382,00.html>

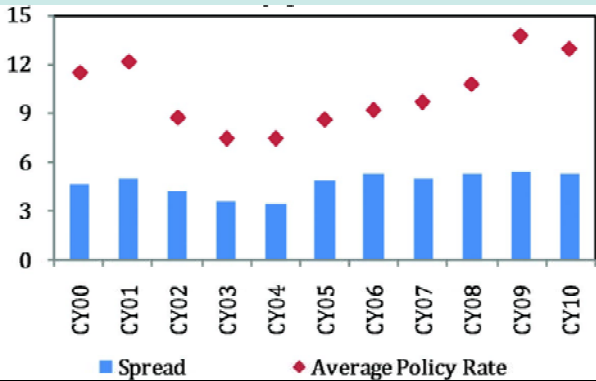
شکل 7: اثاثہ تناسب کی بالائی حد



شکل 8: آمدنی اثاثہ جات بہ نسبت سودی واجبات



شکل 9: شرح سود اور بینکاری تفاوت (فیصد)



لازم ہے کہ وہ اپنی طلبی امانتوں کا 5 فیصد اسٹیٹ بینک کے پاس بطور مطلوبہ نقد محفوظ رکھوائیں۔ نیز پاکستان میں مطلوبہ نقد محفوظ غیر نفع بخش ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بینک 100 روپے کی طلبی امانتوں میں سے زیادہ سے زیادہ 95 روپے قرض جاری کر سکتے ہیں۔ اگر شرح قرض گاری 10 فیصد قرض کی جائے اور ملنے والا سود براہ راست امانت گزاروں کو دے دیا جائے تو زیادہ سے زیادہ شرح منافع 9.5 فیصد ہوگی جس سے 50 پی پی ایس کا تفاوت پیدا ہوگا۔ واضح رہے کہ بینکاری تفاوت پر مطلوبہ نقد محفوظ کے اثر سے شرح سود بڑھتی رہے گی، یعنی شرح سود اور بینکاری تفاوت دونوں ایک ہی رخ پر آگے بڑھتے ہیں۔

#### 5 شرح سود اور بینکاری تفاوت

شرح سود اور شرح منافع پر کسی بینک کا خاصا کنٹرول ہوتا ہے تاہم یہ شرحیں نکالنے کی غرض سے منڈی کی شرح سود کا بطور نشانہ استعمال اس طرح کیا جاتا ہے گویا یہ کسی ایک بینک کا ہے۔ منڈی کی شرحیں دراصل منڈی میں بڑی تعداد میں موجود (بینک اور غیر بینک مالی) ادارے اور مرکزی بینک کی زر پالیسی متعین کرتی ہے۔ مزید برآں، عام طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ منڈی کی شرح سود میں ردوبدل ہونے پر شرح سود اور شرح منافع میں مین اسی درجے کا ردوبدل نہیں ہوتا۔ یہ صورت بینکوں کی خرد شرح (سود اور شرح منافع) کو منڈی کی شرح سود کی نامکمل منتقلی کہا جاتا ہے۔

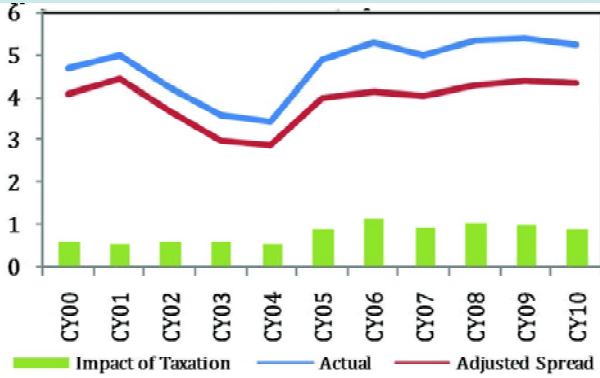
ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ پالیسی ریٹ میں ردوبدل کے جواب میں بینکوں کی خرد شرحوں کا اتار چڑھاؤ یکساں نوعیت کا نہیں ہوتا۔ اگرچہ خرد شرحوں میں غیر متماثل اتار چڑھاؤ کی سطح اس بات پر منحصر ہوتی ہے کہ شرحوں اور امانتوں کی چلک کتنی ہے، تاہم یہ دیکھا گیا ہے کہ بڑھتی ہوئی شرح سود والے ماحول میں، شرح منافع کے مقابلے میں شرح سود، بلحاظ مدت، زیادہ تیزی سے ایڈجسٹ ہو جاتی ہے چنانچہ بینکاری تفاوت بڑھ جاتا ہے۔

شرح سود میں ردوبدل کے ساتھ ساتھ سودی واجبات (امانت اور قرضہ جاتی) اور آمدنی اثاثوں کے مابین مثبت فرق سے بھی بینکاری تفاوت پر اثر پڑتا ہے۔ شکل 8 میں دکھایا گیا ہے کہ کرنشل بینکوں کے آمدنی اثاثے ان کے سودی واجبات سے کم ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ بڑھتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں آمدنی اثاثوں پر اوسط سود میں اضافہ سودی واجبات کے اوسط منافع میں اضافے سے لازماً زائد ہونا چاہیے، خواہ منڈی کی شرح سود کی خرد شرح کو منتقلی 100 فیصد ہو، بالآخر بینکاری تفاوت بڑھے گا۔ کھتی ہوئی شرح سود کے ماحول میں برکس صورت حال ہوگی۔ یہی بات بینکاری تفاوت اور اوسط پالیسی ریٹ کے مابین مثبت تعلق سے بھی ظاہر ہے (شکل 9)۔

#### 6 ٹیکسیشن

مالی اداروں پر عائد براہ راست اور بالواسطہ دونوں طرح کے ٹیکس مکمل طور پر صارفین کو منتقل کر دیے جاتے ہیں۔ مطلوبہ نقد محفوظ کی طرح، مالی لین دین پر ٹیکس بھی قرض گیاروں کی ادائیگی اور قرض گاروں کی وصولی کے مابین ایک فرق پیدا کر

شکل 10: بینکاری تفاوت پر ٹیکسیشن کے اثرات



دیتے ہیں۔ تاہم صارفین پر پڑنے والے ٹیکس کا انحصار قرضے کی طلب میں لچک اور امانتوں کی رسد میں لچک پر ہوتا ہے۔ کمرشل بینکوں کے مجموعی ڈیٹا سے پتہ چلتا ہے کہ 2010ء کی ٹیکس کی رقم اوسط امانتوں کی 0.7 فیصد، جبکہ اوسط آمدنی امانتوں کی 0.9 فیصد سے مزید تھینے سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ٹیکسیشن (موجودہ) کا فائدہ پورے کا پورا قرض گیسوں کو منتقل کیا جائے تو 2010ء کا بینکاری تفاوت 90 پی پی ایس کم ہو کر 4.4 فیصد رہ جائے گا (شکل 10)۔

آخری لیکن اہم بات یہ ہے کہ مجموعی اقتصادی سرگرمیاں بھی بینکاری تفاوت کے تعین میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ جی ڈی پی کی مستحکم نمو سے کمرشل بینکوں کو ایک تو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ امانتیں بڑھنے، اور دوسرا مقدار میں قابل قرض رقم ملنے سے ان کی رسد بہتر ہوتی ہے، دوسرے یہ مستحکم نمو قرض گیسوں کی ادائیگی قرضوں کی استعداد مضبوط کر کے بینکاری نظام پر بھی مثبت اثرات ڈالتی ہے۔ بینکوں کے غیر فعال قرضوں اور جی ڈی پی کی حقیقی نمو کے مابین منفی تعلق کے بارے میں اقتصادی لٹریچر اور اسٹیٹ بینک کی نمائندہ مطبوعات موجود ہیں۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، غیر فعال قرضوں کے لیے تمویں بڑھانا بینکاری تفاوت میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

اس بحث سے پتہ چلتا ہے کہ بینکاری تفاوت متعدد عوامل کا نتیجہ ہوتا ہے جن میں بینک امانتوں کی ساخت، عیاں یا پنہاں ٹیکسیشن، غیر فعال قرضے، انتظامی اخراجات، اقتصادی ماحول، وغیرہ شامل ہیں۔ چنانچہ پاکستان میں بینکاری تفاوت کی سطح اور رجحانات دونوں کے بارے میں کوئی مناسب تو جیہد اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ان عوامل کو بھی پیش نظر نہ رکھا جائے۔

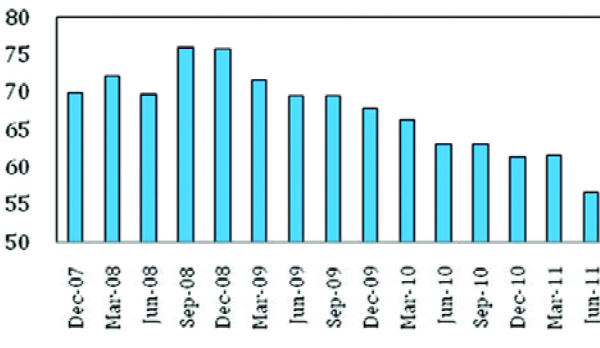
### پاک 1.2: امانتوں میں قرضوں کا تناسب بطور ضوابطی آلہ

کوئی بینک بنا اضافی لاگت کے، اور رقم کی نمونہ برقرار رکھتے ہوئے اپنے امانت گزاروں اور دیگر قرض دہندگان (creditor) کو ادائیگی کی کتنی صلاحیت رکھتا ہے اسے سیالیت کے پیمانے کے طور پر، عموماً امانتوں میں قرضوں کے تناسب سے ناپا جاتا ہے۔ 80ء اور 90ء کی دہائیوں میں یہ ایک مقبول ضوابطی آلہ تھا تاہم جدید مالی طریقوں کی آمد سے اس تناسب کی مقبولیت زائل ہونے لگی کیونکہ جدید طریقوں سے بینک، امانتوں میں قرضوں کے نسبتاً بلند تناسب کے باوجود قرض گاری کی نمونہ برقرار رکھنے کے قابل ہونے لگے تھے، کم از کم خود کار مالی منڈیوں والے ملکوں میں ایسا ہی ہوا۔ مثال کے طور پر قرضوں کی تمسک کاری سے بینک اپنے پرانے قرضوں کو بیچ کر اپنی قرضہ جاتی کتب (loan books) میں توسیع کے قابل ہوتے۔ بہر حال 2007-08ء کے عالمی معاشی بحران کے بعد امانتوں میں قرضوں کے تناسب کو پھر سے اہمیت ملنے لگی ہے، بعض ملکوں نے قرضوں کی نمونہ روکنے کے لیے اسے استعمال کیا۔ یہاں ہم یہ معلوم کریں گے کہ بعض ملکوں میں ضوابط سازوں نے امانتوں میں قرضوں کا تناسب کس طرح استعمال کیا ہے اور پاکستان میں کیا رجحانات ہیں۔

امانتوں میں قرضوں کے تناسب کا استعمال بطور ضوابطی آلہ: اس تناسب کو مختلف مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ نے اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ بینک محض امانتیں جمع کرنے کی غرض سے کسی خاص جغرافیائی علاقے کو استعمال نہ کریں، اس تناسب کا اطلاق کیا ہے۔ دوسری طرف انڈونیشیا، چین اور کوریا نے اسے اقتصادی بہتری کی تشکیل کے دوران قرض گاری میں نمونہ محدود کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔ چند مثالیں یہ ہیں:

- امریکہ میں امانتوں میں قرضوں کا تناسب بلحاظ ریاست<sup>11</sup> یہ معلوم کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے کہ بینک کو میزبان ریاست سے باہر کوئی برانچ کھولنے یا حاصل کرنے کی اجازت دی جائے یا نہیں۔ 1994ء کے Riegle-Neal Interstate Banking and Branching Efficiency Act کی شق 109 کی رو سے کوئی بینک محض امانتوں میں اضافے کی غرض سے اپنی میزبان ریاست سے باہر ایک یا زائد برانچیں قائم کر سکتا ہے نہ حاصل کر سکتا ہے۔ اگر کسی بینک کا تمام ریاستوں کا، امانتوں میں قرضوں کا تناسب میزبان ریاست کے شائع شدہ امانتوں میں قرضوں کے تناسب کا کم از کم نصف ہو تو اس بینک کو فرماں دار تصور کیا جاتا ہے۔ ایف ڈی آئی سی ہر سال ہر ریاست کا امانتوں میں قرضوں کا تناسب (ایل ڈی آر) شائع کرتا ہے۔ 2010ء کے ڈیٹا سے ظاہر ہوتا ہے کہ امانتوں میں قرضوں کا تناسب سب سے کم یعنی 57 فیصد ڈیلا ویئر میں تھا جبکہ سب سے بلند یعنی 166 فیصد تارنہ ڈکونا میں تھا۔

شکل 1: امانتوں میں قرضوں کے تناسب کے رجحانات (فیصد)

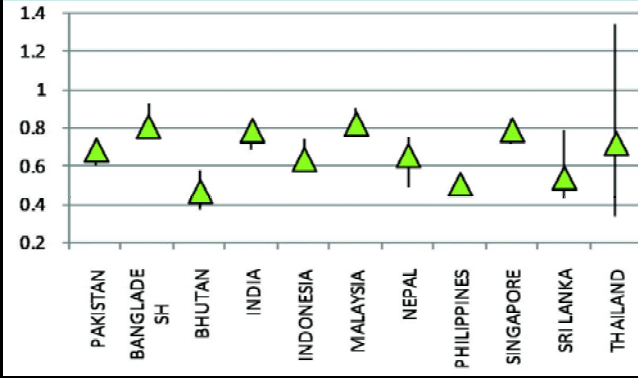


- انڈونیشیا کے مرکزی بینک نے مالی وساطت کی حوصلہ افزائی اور قرض گاری کی مقبول روایات کے فروغ کے لیے امانتوں میں قرضوں کے تناسب کی ایک حد متعارف کرائی ہے۔ ستمبر 2010ء میں اعلان کردہ نئی پالیسی کے مطابق جن بینکوں کا یہ تناسب 78 سے 100 فیصد کی حد سے باہر ہوگا انہیں اضافی نقد محفوظ (additional reserve requirement) کی شرط پوری کرنی ہوگی۔ تفصیل یہ ہے:
  - جن بینکوں کا امانتوں میں قرضوں کا تناسب 78 فیصد سے کم ہو ان پر روپے کی امانتوں میں سے 0.1 فیصد اضافی نقد محفوظ عائد ہوگا۔

- جن بینکوں کا امانتوں میں قرضوں کا تناسب 100 فیصد سے زائد ہو اور جن کی شرح کفایت سرمایہ 14 فیصد سے کم ہو ان پر روپے کی امانتوں میں سے 0.2 فیصد اضافی نقد محفوظ عائد ہوگا۔

11 امریکہ اور انڈونیشیا میں ایل ڈی آر یعنی Loan to Deposit Ratio کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔

شکل 2: امانتوں میں قرضوں کا تناسب: علاقائی موازنہ



● جن بینکوں کا امانتوں میں قرضوں کا تناسب 100 فیصد سے زائد ہو لیکن شرح کفایت سرمایہ 14 فیصد سے زائد نہ ہو ان پر کوئی اضافی نقد محفوظ عائد نہیں ہوگا۔

تاہم ناقدین کا کہنا ہے کہ 2005-06ء میں متعارف کرائی جانے والی اسی طرح کی پالیسی مؤثر نہیں ہوئی، کیونکہ بینکوں نے مزید قرضے دینے کے بجائے اپنا نقد محفوظ بڑھانا پسند کیا تھا اور اس کی وجہ اس وقت منڈی کے ناسازگار حالات تھے۔

**پاکستان میں امانتوں میں قرضوں کے تناسب کے رجحانات:** پاکستان میں امانتوں میں قرضوں کا تناسب 2008ء سے مسلسل گر رہا ہے، یہ ستمبر 08ء کے 76 فیصد سے گر کر جون 11ء میں 56.7 فیصد تک آ گیا (شکل 1)۔ منافع کمانے کی خواہش امانتوں میں قرضوں کے تناسب پر قدرتی چلی حد کا کام کرتی ہے چنانچہ بینک کم یافت والے سرکاری وینٹوں میں رقم لگانے کے بجائے عوامانگی شعبے کو قرض دینا پسند کرتے ہیں۔ تاہم ان حالات میں جب مالکاری کے حصول کے لیے حکومت کا بینکوں پر انحصار بڑھ رہا ہو جبکہ بینکوں کو 14 فیصد چھٹی بلندی، اور خطرے سے پاک شرح منافع مل رہی ہو تو بینکوں کے لیے نجی شعبے کو قرضہ دینے کی ترغیب خاصی کم ہو چکی ہے، خصوصاً اس لیے بھی کہ بجلی کی شدید قلت اور عام بد امنی کی بنا پر کاروباری حالات ابتر ہیں۔

ملکی نجی بینک اور خصوصاً غیر ملکی بینک اپنے اثاثے قرضوں سے سرمایہ کاری کی طرف منتقل کرنے میں دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ ملکی منڈی میں غیر ملکی بینکوں کا حصہ بتدریج گھٹ رہا ہے چنانچہ ان میں سے اکثر اپنی قوم سرکاری وینٹوں میں لگانے لگے ہیں جس کا پیمانہ ان کی امانتوں میں سرمایہ کاری کے نسبتاً بلند تناسب (50 فیصد) سے چلتا ہے۔ امانتوں میں قرضوں کے تناسب کے لحاظ سے نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ دو بینکوں میں یہ تناسب 100 فیصد سے زائد ہے (یہ دونوں تخصیصی بینک ہیں)۔ تاہم علاقائی رجحان کے لحاظ سے، پاکستان میں امانتوں میں قرضوں کے تناسب کی سطح اور اتار چڑھاؤ کی حد علاقے کے دوسرے ملکوں کے رجحان سے مطابقت رکھتی ہے (شکل 2)۔

**امانتوں میں قرضوں کے تناسب کا بطور پالیسی آلہ استعمال کا تجربہ:** اسٹیٹ بینک نے اکتوبر 2008ء میں امانتوں میں قرضوں کے تناسب پر حد متعارف کراتے ہوئے اسے 70 فیصد تک محدود کر دیا تاکہ قرضوں کی اضافی مورد کی جائے، تاہم یہی وہ وقت تھا جب بینکوں نے ملکی اور بین الاقوامی محاذوں پر بڑھتی ہوئی اقتصادی دشواریوں پر پیش نظر نجی شعبے کے قرضوں کا اکتشاف کھٹانا شروع کیا۔ نیز، بینکوں سے حکومت کی بے جا بقرض گیری نے انہیں نجی شعبے کو قرضے جاری کرنے کی ترغیب مزید کم کر دی۔ چنانچہ امانتوں میں قرضوں کا تناسب 2008ء کی تیسری سہ ماہی سے مسلسل گر رہا ہے جس سے اس تناسب کی بالائی حد عملی لحاظ سے غیر متعلق ہو کر رہ گئی ہے۔ اگر اس گرتے ہوئے تناسب کا موجودہ رجحان بلا روک ٹوک جاری رہا تو اسٹیٹ بینک کو اس تناسب پر زبریں حد متعارف کرانے پر غور کرنا پڑ سکتا ہے تاکہ بینکوں کو نجی شعبے کو قرضے دینے پر راغب کیا جائے۔ یہ مسلہ امر ہے کہ بجلی کی شدید قلت اور دشوار کاروباری ماحول میں نجی شعبے کے قرضے کی دہی طلب کو دیکھتے ہوئے یہ آسان صورتحال نہیں ہوگی۔